بقیہ جاوید غامدی صاحب سے ساحل کی خط و کتابت: پراسرار خاموشی کیوں؟

حضرت حسینؓ کی شہادت کا ذمہ داران کے ساتھ کے قافلے کے لوگ تھے: غامدی

غامدی: سوال یہ ہے کہ ایک آدمی بغاوت کر کے آ گیا ہے، [حضرت حسینؓ کے لیے ایسے توہین آمیز الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، ساحل] اب وہ سرنڈر کر دے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ اس وقت کے گورنر کو اس معاملے میں عقلمندی سے کام لینا چاہیے تھا اور اس حادثے کو ہونے سے روکنا چاہیے تھا، لیکن اب تو نئی تحقیقات یہ بتا رہی ہیں کہ اس میں سرے سے حکومت کا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا بلکہ ان کے ساتھ کے قافلے کے لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا تھا جسے بچاتے بچاتے یہ سارا حادثہ ہو گیا۔

سوال: آپ کی بیان کردہ یہ نئی تحقیق کیا ایک نیا پروپیگنڈہ نہیں ہے جو خاص مقاصد کے تحت گھڑا گیا ہے اور جس سے پوری امت صدیوں تک بے خبر رہی؟

غامدی: اگر میں اس کے جواب میں یہ کہوں کہ جو کچھ اب تک سنا کہا گیا ہے وہ لوگوں کا مکروہ پروپیگنڈہ ہے جو تحقیق کے کسی معیار پر پورا نہیں اترتا جس میں افسانہ تراشی کی گئی ہے۔ [غامدی صاحب واقعہ کربلا اور شہادت حسینؓ سے متعلق تمام تاریخی واقعات اور بیانات کو ٹھوس دلائل اور تاریخی شہادتوں کے بغیر افسانوی پروپیگنڈہ قرار دے رہے ہیں، ساحل]

سوال: افسانہ تراشی سے تو کوئی انکار نہیں لیکن............؟

کربلا اور شہادت حسینؓ کے واقعات سو فیصد افسانہ تراشی ہیں:

میں کہتا ہوں کہ اس میں سو فیصد افسانہ تراشی ہے۔ اس واقعہ کو جس طرح بیان کیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بیان کرنے والے وہیں خیمے کے اندر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس ٹیپ ریکارڈ بھی تھے۔ اس سے اندازہ لگا لیں کہ جو کچھ دوسرے لوگ بتا رہے ہیں وہ اتنی زیادہ افسانہ نگاری کے درمیان میں موجود رہ گیا ہے جس کے بارے میں آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جدید تحقیقات کیا ہیں۔ پروپیگنڈے کے اتنے ملبے کے نیچے وہ موجود ہیں۔ [ساحل، ص ۶۲، ۶۳، مئی ۲۰۰۷ء]

نواسہ رسول کے بارے میں یہ کہنا کہ ایک آدمی بغاوت کر کے آ گیا ہے۔ اب وہ سرنڈر کر دے۔ نہایت توہین آمیز الفاظ ہیں اور کسی مسلمان کے لیے ان توہین آمیز الفاظ کو برداشت کرنا محال ہے۔ غامدی صاحب اس تضحیک پر امت کے حضور معذرت پیش فرما دیں تو معاملہ یہیں ختم ہو جائے گا ورنہ اللہ کی عدالت تو ہم سب کا انتظار کر رہی ہے جہاں تک ہرجانے اور خرچے کا معاملہ ہے بہر حال یہ معاملات تو عدالت میں طے پائیں گے۔ امت کی توہین، اکابرین کی تذلیل و تضحیک کرنے والے کے لیے عدالت کے دل میں کسی قانونی نکتے کے باعث کوئی مثبت فیصلہ آ جائے تب بھی ہمیں کوئی شکایت نہ ہوگی۔ اس موقع پر راقم عبدالقادر حسن صاحب کا ایک دلچسپ واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ ۱۹۷۱ء میں اخبارات اور حکومت کے غازی صلاح الدین ایوبی ٹائیگر جنرل نیازی نے سقوط ڈھاکہ سے ایک دن پہلے تقریر کی تھی کہ آخری گولی اور آخری قطرۂ خون تک ہم ڈھاکہ کا دفاع کریں گے۔ اگلے ہی روز سقوط کی کارروائی مکمل ہو گئی، پلٹن میدان میں ٹائیگر نیازی نے نہایت بے شرمی کے ساتھ بھارتی فوج کے سامنے ہتھیار ڈالے اور اپنا پستول جنرل جگجیت سنگھ اروڑہ کو پیش کیا۔ عبدالقادر حسن نے اس غداری، بزدلی اور بے حمیتی پر جنرل نیازی کے خلاف نہایت تند و تیز کالم لکھا۔ جنرل نیازی نے دلیل، تحریر اور مکالمے سے عاجز آ کر اپنے وکیل کے ذریعے عبدالقادر حسن کو ایک کروڑ ہرجانے کا نوٹس دیا۔ اس نوٹس کے جواب میں عبدالقادر حسن نے لکھا کہ ''جناب نیازی صاحب میں غریب آدمی ہوں لیکن اپنی غریب قوم سے چندہ کر کے ایک کروڑ روپے آپ کی

خدمت میں پیش کردوں گا لیکن اس سے پہلے آپ میری قوم کو وہ پستول واپس کردیں جو آپ نے جگجیت سنگھ کی خدمت میں پیش کردیا تھا'' ہم بھی یہی عرض کریں گے کہ آپ امت کی خدمت میں معذرت نامہ اور اپنے رب کے حضور توبہ پیش فرمادیں ساحل آپ کی خدمت میں دس کروڑ پیش کردے گا۔ اس کے لیے عدالت جانے کی کیا ضرورت ہے دیکھیے یہ معاملہ تو عدالت سے باہر ہی چند لمحوں میں طے پا گیا۔ واضح رہے کہ یہ وہی جنرل نیازی ہیں جنھوں نے ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد کی تحریک کے دوران کراچی میں تقریر کرتے ہوئے ذوالفقار علی بھٹو کو چیلنج کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا تھا کہ:

تم تلوار مت اٹھاؤ جو میں کہتا ہوں وہ مان جاؤ ٹوٹ جائے گی نازک کلائی بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہے

صرف شعر پڑھنے سے نہ کسی کی کلائی کے مضبوط ہونے کا ثبوت ملتا ہے نہ صرف خطابت سے فتوحات ممکن بنائی جاتی ہیں۔ ساحل آپ کی خدمت میں نہایت عجز و احترام سے پھر یہی عرض کرے گا کہ آپ اپنی روایت کے مطابق دلیل کا جواب دلیل سے تاریخ کا جواب تاریخ سے اور قرآن و سنت کا جواب قرآن و سنت کے حوالے سے تحریر فرمائیں اور ۵؍جون یا ۵؍جولائی تک ہمیں ای میل سے یہ جواب ارسال فرمادیں صرف خود کلامی علمی مباحث کو منطقی انجام تک پہنچانے میں کوئی کردار ادا نہیں کرسکتی۔ مجھے امید ہے کہ آپ ہماری ان گزارشات پر توجہ فرمائیں گے اور اپنے محققین کو ہدایت کریں گے کہ وہ ساحل سے علمی مکالمے میں شرکت فرمائیں۔ [مولوی محمد طارق، ۲۸؍مئی ۲۰۰۷ء]

مکرم محترم جناب غامدی صاحب! سلام مسنون

اشراق جنوری ۱۹۷۸ء کے پہلے شمارے میں آپ نے اپنی مجوزہ اکیڈیمی کے نصاب کے ضمن میں فلسفہ سیاست پر جرمن فلسفی بلنچلی۔ کی کتاب Theory of State کو شامل نصاب کیا تھا ''تذکرہ فراہی'' مرتبہ ڈاکٹر اصلاحی سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب حمید الدین فراہی صاحب نے اصلاحی صاحب کو سبقاً سبقاً پڑھائی تھی اور اصلاحی صاحب کی کتاب ''اسلامی ریاست'' اسی کتاب کا سرقہ و چربہ ہے۔ راقم الحروف نے جرمنی کے سیاسی فلسفیوں کی فہرست میں بلنچلی کا نام تلاش کیا تو اس نام کے کسی فلسفی کا وجود نہیں مل سکا ON line catalogue میں بھی بلنچلی نام کا فلسفی موجود نہیں ہے جبکہ تھیوری آف اسٹیٹ پر مختلف فلاسفہ کی ۶۴۵ کتابیں موجود ہیں۔ ہائیڈل برگ یونیورسٹی نے Theory of State پر جرمنی کے تمام اہم فلاسفہ مفکرین کے کام کی فہرست مرتب کی ہے اس فہرست میں چھ سو مصنفین اور کتابوں کا تذکرہ ہے لیکن بلنچلی نام کا کوئی مصنف اس میں موجود نہیں ہائیڈل برگ یونیورسٹی نے مجھے مطلع کیا ہے کہ ایک برطانوی فلسفی Bernard Bosanquet کی ۱۹۱۰ء میں مطبوعہ کتاب کا نام Philosophical Theory of State ہے ہائیڈل برگ والوں کا خیال ہے کہ شاید بلنچلی کوئی غیر اہم مصنف ہو لہٰذا اس کی کتاب کو کسی تذکرے اور انڈکس یا کیٹلاگ میں جگہ نہیں مل سکی اور غالباً فراہی صاحب نے یہی کتاب سبقاً سبقاً پڑھائی لیکن اصلاحی صاحب نے اس کتاب کے مصنف کا غلط حوالہ درج کیا ہے جو آپ نے تصدیق کے بغیر نقل فرمادیا اگر المورد یا آپ کے ذاتی کتب خانے میں بلنچلی کی مذکورہ کتاب موجود ہو تو اس کے سال اشاعت مصنف کے مکمل نام اور ناشر کے نام سے مطلع فرمائیے آپ کے اس تعاون سے ہم فکر فراہی کے سلسلے میں اپنی تحقیقات کو مزید تیز کرسکیں گے آپ کے تعاون کا پیشگی شکریہ۔ رسائل و مسائل جلد پنجم میں تفہیم القرآن پر بہت سے اعتراضات اور ان کے جوابات شائع ہوئے تھے ایک محقق کی رائے ہے کہ یہ تمام اعتراضات آپ نے امین احسن اصلاحی صاحب کے مشورے سے کیے تھے لیکن مولانا مودودی کے مسکت اور مدلل جوابات کے بعد آپ نے خاموشی اختیار کرلی کیا یہ تحقیق درست ہے؟ کیا آپ کے اعتراضات اب بھی قائم ہیں یا ختم ہوگئے ہیں۔ یہ اعتراضات آپ نے بغیر نام کے کیوں کیے تھے کوئی مصلحت یا ملی مصالح۔ [اشرف لودھی، ۱۷؍مئی ۲۰۰۷ء]